4

مرقاۃ المفاتیح

شرح أردو

مشکوٰۃ المصابیح

للعلامہ الشیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری

مترجم: مولانا راؤ محمد ندیم

مکتبہ رحمانیہ

مرقاۃ المفاتیح اردو

للعلامہ الشیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری ہجری ۱۰۱۴

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

للامام العلامۃ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی المتوفی ۷۴۱

مترجم: مولانا راؤ محمد ندیم

جلد چہارم

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743
MAKTABA-E-REHMANIA

بسم اللہ الرحمن الرحیم

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

نام کتاب: ---------- مرقاۃ المفاتیح اردو (جلد چہارم)

مترجم: ---------- مولانا راؤ محمد ندیم

ناشر: ---------- مکتبہ رحمانیہ

مطبع: ---------- لٹل سٹار پرنٹرز لاہور

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت' طباعت' تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔
بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکرگزار ہوں گے۔ (ادارہ)

نمی والی زمین جو پانیوں اور ابھری ہوئی جگہ کے قریب ہو۔

قولہ (وأحسنوا) میت کو دفن کرنے میں احسن انداز اختیار کرو شارح نے ''ازھار'' میں یہ کہا ہے زین العرب نے مظہر کی اتباع کرتے ہوئے کہا ہے: قبر کو اچھے انداز میں بناؤ اس کی برابری بلندی اور پستی حساب سے رکھو اور اس کو مٹی اور گندگی وغیرہ سے بچانا ہے۔

قولہ (وادفنوا الاثنین) ہمزہ وصل کے ساتھ نہ کہ قطعی کے ساتھ جس طرح ان کا وہم ہے قابل اصلاح۔

قولہ (والثلاثۃ) نصب کے ساتھ یعنی مردوں سے۔

قولہ (فی قبر واحد) امر اس میں ضرورت کے تحت اباحت کے لیے ہے اس کے علاوہ جائز نہیں' پہلے صیغہ میں امر وجوب کے لیے اور باقیوں میں مندوب کے لیے ہے۔

قولہ (وقدموا أکثرھم قرأنا) لحد کی دیوار کی طرف تا کہ وہ کعبہ کے قریب ہو جائے ''ازھار'' میں ہے امر مندوب کے لیے ہے اس میں ارشاد عالم باعمل کی عظمت پر ہے۔

میں کہتا ہوں کہ زندہ اور مردہ وہ ہمیشہ آگے (امام) ہوگا۔ ابن ہمام نے کہا کہ جان لیں ایک نماز (جنازہ) جیسا کہ ایک میت پر ہے اسی طرح سب پر ہو جائے گی اگر کئی جنازے جمع ہو جائیں اگر چاہے تو ہر ایک کے لیے الگ نماز جنازہ پڑھے یا تمام پر ایک جگہ رکھ کر ایک ہی نماز جنازہ پڑھ دے اور رکھنے کی کیفیت میں اختیار ہے اگر چاہے تو ایک ہی قطار میں لمبائی رکھ دیں اور جو ان میں افضل ہو اس کے قریب امام کھڑا ہو جائے یا پھر ایک کے پیچھے ایک قبل کی سمت میں رکھ دے اور امام کی طرف ترتیب کی نسبت جیسے ان کی ترتیب زندگی میں امام کے پیچھے تھی چنانچہ جو سب سے افضل ہوگا وہ قریب پھر اس کے بعد جو اس سے کم ہے جو اُس سے (امام سے) دور ہوگا وہ قبلہ کے قریب ہوگا اگر ان کے لیے ایک قبر ہو تو ان کے قبر میں اتارنے کی ترتیب اس کے برعکس ہوگی۔ جس طرح آپ ؐ نے اُحد میں شہداء کے ساتھ کیا اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں ''اقربیت'' اپنے باب پر ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ کا اس حدیث کو حدیث امامت پر قیاس کرنا' قیاس فاسد ہے کیونکہ وہاں دو قرائن صارفہ عن الظاہر ہیں ان میں سے پہلا ہے صدیق کو امامت کے لئے مقدم کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''اقرؤ کم ابی'' کے ساتھ ہے اور دوسرا علماء کی تعلیل کہ مسائل نماز کی زیادہ سمجھ رکھنے والا اولی ہے۔

کیونکہ مسائل کی امام کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے قراءت تو نماز کا ایک رکن ہے۔

اور حسن صحیح کہا ہے یہ قول میرک ؒ نے منقول ہے۔

شہیدوں کی آخری آرام گاہیں ان کی شہید ہونے کی جگہیں ہیں

۱۷۰۴: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ جَاءَتْ عَمَّتِي بِاَبِيْ لِتَدْفِنَهٗ فِيْ مَقَابِرِنَا فَنَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا الْقَتْلٰى اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ۔ (رواہ احمد والترمذی وابو داود والنسائی والدارمی ولفظہ للترمذی)

اخرجہ ابوداوٗد فی السنن ۵۱۴/۳ حدیث رقم ۳۱۶۵۔ والترمذی ۱۸۷/۴ حدیث رقم ۱۷۱۷۔ والنسائی

۷۹/٤ حديث رقم ٢٠٠٤ ـ وابن ماجه ٤٨٦/١ حديث رقم ١٥١٦ ـ والدارمي ٣٥/١ حديث رقم ٤٥ ـ واحمد في المسند ٢٩٧/٣ ـ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کا دن ہوا تو میری پھوپھی میرے باپ کو لائیں۔ تا کہ ان کو ہمارے مقبرے میں دفن کریں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نداد ینے والے نے ندا دی۔ یعنی پکارنے والے نے پکارا کہ شہیدوں کو ان کے شہید ہونے کی جگہ کی طرف لے جاؤ۔ اس کو امام احمدؒ اور ترمذیؒ اور ابوداؤد اور نسائیؒ اور دارمی نے روایت کیا اور اس کے الفاظ ترمذی کے ہیں۔

تشریح: قال لما كان يوم احد جاء ت عمتي۔ ازھار میں ہے: جابر کی پھوپھی فاطمہ بنت عمرو بن حرام الانصاری ہیں' اس کو سید نے ذکر کیا ہے۔

قوله (بأبی) باء متعدی بنانے کے لیے ہے۔

قوله (لتدفنه في مقابرنا) مدینہ میں۔

القتلٰى : قتیل کی جمع ہے وہ مقتول ہے یعنی شہداء۔

قوله (إلى مضاجعهم) یعنی ان کی شہید ہونے کی جگہوں کی طرف' معنی یہ ہے کہ شہداء کو ان کی جگہوں سے دوسری جگہ منتقل نہ کیا جائے بلکہ ان کو وہیں دفن کرو جہاں پر شہید ہو جائیں اس لیے جو کسی جگہ فوت ہو جائے اس کو کسی دوسرے شہر منتقل نہ کیا جائے یہ قول ہمارے بعض علماء کا ہے اس نے ازھار میں کہا ہے حکم جو آپؐ کے قول میں (ردو القتلٰى) وجوب کے لیے میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا اس سے اغلب طور پر تغیر آئے گا اس لیے حرام ہے یہ دلیل زیادہ واضح ہے اور حجت زیادہ قوی ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے حرام ہونے کی یہ صحیح ہے یہ قول سید نے نقل کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ منتقل کرنا شہداء کے ساتھ خاص ہے۔ اس لیے کہ ابن اَبی وقاص کو ان کے محل سے مدینہ کی طرف صحابہ کی جماعت کی موجودگی میں منتقل کیا گیا اور انہوں نے اس پر انکار نہیں کیا جیسا کہ گزر چکا ہے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ نہی کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ منتقل کرنا دفن کے بعد بغیر عذر کے ہے اس کی تائید لفظ "مضاجعهم" سے ہے شاید کہ شہداء کے ساتھ تخصیص کی وجہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ [آل عمران۔ ١٥٤] "کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں مارا جانا لکھا تھا وہ اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے اس سے غرض یہ تھی کہ خدا تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو خالص اور صاف کر دے اور خدا دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے"۔

اس میں دوسری حکمت بھی ہے ان کا اجتماع ایک جگہ پر زندگی، موت، بعث اور حشر کے لحاظ سے اور ان کی زیارت کے لحاظ سے ہے یہ جبل کی زیارت کا وسیلہ ہے جیسا کہ آپ کا قول ہے: أحد جبل يحبنا و نحبه" مظہر کہتا ہے' اس میں دلالت ہے کہ میت اس جگہ سے جہاں اس کی وفات ہوئی ہو دوسری جگہ منتقل نہ کی جائے۔

اشرف کہتا ہے: یہ ابتدا میں تھا یعنی اُحد کے شروع میں اس کے بعد نہیں روایت کیا گیا ہے کہ جابرؓ نے اپنے باپ عبداللہ کو چھ ماہ بعد جو احد میں شہید ہوئے تھے بقیع منتقل کیا اور وہاں دفن کیا۔

طیبیؒ کہتے ہیں: ظاہر ہے جب منتقل کرنے کی ضرورت ہو تو کیا جا سکتا ہے وگرنہ نہیں ہم نے روایت کیا ہے عن مالك عن عبد الرحمٰن بن عبد الله بن صعصعه انہیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن جموح انصاری صحابی تھے ان دونوں کی قبریں سیلاب نے اکھاڑ پھینکی تھیں اور ان کی قبریں سیلاب کے پاس ہی تھیں ان دونوں کی ایک ہی قبر تھی اور دونوں غزوۂ احد میں شہید ہوئے ان کے لیے دوسری جگہ قبریں کھودی گئیں ان کے جسم ایسے تھے جیسے کل کی موت ہوئی ہے ان میں ایک کو زخم لگا تھا اور ان کا ہاتھ زخم پر تھا۔ جب ان کو دفن کیا گیا تھا وہ اب تک اسی طرح تھا پھر ان کے ہاتھ کو زخم سے ہٹایا گیا وہ اسی جگہ واپس چلا گیا جب اُس کو چھوڑا گیا۔ احد اور اس نیا گڑھا کھودنے کے درمیان ۴۶ سال کا فاصلہ ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ قول ان کا قول ہے اس لیے کہ جابرؓ کے متعلق گمان نہیں ہے کہ وہ نہی کے بعد منتقل کریں ابن ہمام کہتے ہیں کہ قبر طویل مدت کے بعد مٹی ڈال دینے کے بعد نہ کھودی جائے تجنیس میں ہے عذر یہ کہ پتا چلا زمین مغصوب ہے یا اس کو لینے والا شفیع ہے۔ اس لیے بہت سے صحابہ کی قبریں تبدیل نہیں کی گئی، انہیں ارض حرب میں دفن کیا گیا جب کوئی عذر نہ تھا عذر میں سے یہ بھی ہے کہ لحد میں کپڑے کے ساتھ شال یا درھم گر جائے جو کسی کی ملکیت ہوں۔

مشائخ اس عورت کے بارے میں اس پر متفق ہیں کہ ایک کا بیٹا دفن کر دیا گیا اور وہ کسی دوسرے شہر میں تھی۔ وہ تسلیم نہیں کر رہی تھی۔ اس نے اُسے منتقل کرنے کا ارادہ کیا۔ إنه لا سعها ذلك یہ جواز شاذ ہے جو بعض متاخرین سے ہے وہ اس کی جانب متوجہ نہیں ہوگی۔ اس بارے میں اختلاف کا کوئی علم مشائخ میں قبر کو دوبارہ اکھاڑنے کے بارے میں۔ اور بغیر غسل اور نماز جنازہ کے دفن کر دیا گیا۔ انہوں نے اس فرض کے تدارک کو جائز نہیں کہا اگر انہوں نے دفن سے پہلے یا اینٹیں لگانے سے پہلے ایک میل یا دو میل منتقل کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

تجنیس میں کہا ہے قبرستان کی طرف مسافت کی مقدار اس مقدار کے برابر ہو جاتی ہے سرخسی کہتے ہیں: محمد بن سلمہ کا قول اس پر دلیل ہے کہ اُسے ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس کو اُس شہر کے قبرستان میں دفن کیا جائے جہاں اس کی موت واقع ہوئی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ جب وہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر کی زیارت کے لیے گئیں جو کہ شام میں فوت ہوئے تھے اور ان کا جنازہ وہاں سے لایا گیا تھا' تو آپؓ نے فرمایا: ولو كان الأمر فيك اليّ ما نقلتك ولد فنتك حيث مت "التجنيس" میں ہے کہ ایک شہر سے یا ملک سے دوسرے شہر یا ملک منتقل کرنے پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ یعقوبؑ مصر میں فوت ہوئے اور انہیں شام میں منتقل کر دیا تا کہ وہ اپنے آباء کے ساتھ شامل ہو جائیں...... یہ بات مخفی نہیں کہ ہم سے پہلے (پہلی امتوں کے لیے) مشروع تھا اس میں کوئی ایسی شرط نہیں جو ہمارے لیے مشروع ہونے پر دلالت کرے مگر سعد بن ابی وقاصؓ کی لاش کو منتقل کیا گیا وہ مدینہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر کسی علاقے میں فوت ہوئے انہیں مدینہ کی طرف کندھوں پر لایا گیا ... کے بعد اس میں معاملے پر کوئی دلالت نہیں۔

ممکن ہے کہ یعقوب اور یوسف علیہما السلام کے جسموں کو کسی عذر کی وجہ سے منتقل کرنے پر محمول کیا جائے اسی طرح گناہ اور کراہت میں کوئی منافات نہیں کراہت تنزیہی ہے وہ خلاف اَولیٰ ہے صاحب ہدایہ نے کہا ہے: کہ جو کسی شہر میں مر جائے اُسے دوسرے میں منتقل کرنا مکروہ ہے چونکہ یہ ایسا کام ہے جو اس دفن میں تاخیر کا سبب ہے اور اس کو کراہت پر کفایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حرمین میں سے ایک کی طرف منتقل کرنے میں فائدہ مترتب ہوتا ہے یا انبیاء یا اولیاء میں سے کسی ایک کی قبر کے پاس یا اس کے عزیز واقارب اس شہر میں اس کی زیارت کریں اس میں کراہت نہیں ہے مگر جو اس کے خلاف شہدائے احد والی حدیث ہے یا جو اس کے معنی میں ہے وہ مطلق شہداء کے متعلق ہے۔ واللہ اُعلم۔

یعنی حدیث کے لفظ مراد "هذا الفظ" ہے۔

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے یہ قول میرکؒ نے نقل کیا ہے ترمذی کے لفظ اور اس کو صحیح کہا ہے: عن جابر أمرنا رسول الله ﷺ بقتلی أحد ان يردوا إلى مضاجعهم و كانوا نقلوا إلى المدينة۔ ابن حجر کہتے ہیں اس صحیح حدیث کے ساتھ ان کے قول کا رد ہے جو کہتے ہیں پہلا مرتبہ انہیں لوٹنے کا حکم دیا اس کے بعد نہیں: جیسا کہ روایت کیا گیا ہے: أن جابرا جاء بأبيه إلى البقيع بعد ستة أشهر۔ وہ مردود ہے چونکہ یہ جمع مقبول ہے بلکہ فقہاء کے نزدیک متعین ہے۔

میت کو قبر میں کیسے اُتارا جائے

۱۷۰۵: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ۔ (رواہ الشافعی)

البيهقي في السنن و الشافعي في مسنده ص ۳۶۰۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سر کی طرف سے قبر میں اتارا گیا۔

سل: لام کی تشدید کے ساتھ بصیغہ مجہول ہے نہایہ میں کہ کسی چیز کو آہستہ آہستہ تدریجاً نکالنا۔

تشریح: قبل: قاف کے کسرہ اور "با" کے فتحہ کے ساتھ یعنی سر اور پہلو کی جہت سے ضمیر آپ ﷺ کی طرف راجع ہے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے عن عمرو بن عطاء عن عكرمة عن ابن عباس بیہقی نے بھی اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے یہ قول سید سے منقول ہے اس میں ضعف کے شائبہ کی طرف اشارہ ہے۔ ابن حجرؒ کا قول کہ سید کی سند صحیح ہے یہ تصحیح کی محتاج ہے وہ تو حسن بھی ثابت نہیں صحیح کیسے ہوگی؟ صاحب ہدایہ کہتے ہیں امام شافعیؒ کے ہاں "یسل سلاً" ہے۔

ابن ہمام کہتے ہیں چارپائی قبر کے انتہائی آخری حصے کے پاس رکھی جاتی ہے یہاں تک کہ میت کا سر قبر سے قدم والی جگہ کے برابر ہوتا ہے جو میت کا سر قبر میں داخل کیا جاتا ہے یا اس کے پاؤں سر کی جگہ پر ہوتے ہیں پھر اُس کے پاؤں کو داخل کیا جاتا ہے۔ ایک قول ہے۔ وہ دونوں میں۔ امام شافعی سے پہلا قول روایت کیا گیا ہے۔

فرماتے ہیں: أخبرنا الثقه عن عمرو بن عطاء عن عكرمة عن ابن عباس قال: سل رسول الله ﷺ من قبل را سه و قال أخبرنا بعض أصحابنا عن أبي الزناد و ربيعة و أبي النضر لاختلاف بينهم في ذلك ان النبي ﷺ سل من قبل رأسه و كذلك ابوبكر و عمر۔ ابوداؤد کی اسناد صحیح ہیں۔ جو انہوں نے ابواسحاق السبیعی سے نقل